تاریخ الجامعہ قسط ۵

# جامعہ دار العلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں

ابو عبد اللہ عبد الرحیم

## دار العلوم کی معاشی صورت حال:

یہ 1377ھ بمطابق 1958ء ہے اور عالم ربانی حاجی خلیل الرحمن باقری کے عہد مبارک کا آغاز ہے۔ اس دور میں سابقہ ادوار کی نسبت قدرے آسودگی آگئی تھی، مگر اس حد تک نہیں کہ مدرسہ خود کفالت حاصل کرکے تعلیم و تربیت پر یکسوئی سے توجہ دے سکے۔ دار العلوم کی معاشی صورت حال اس وقت طوفان باد وباراں میں چلنے والی کشتی کی سی تھی، جو کبھی ہلاکت کے دھانے تک پہنچ جاتی اور کبھی ہچکولے کھاتی اور ڈانواں ڈول ہوتی ہوئی ساحل سمندر پر لنگر انداز ہوتی، لیکن:

حفاظت جس سفینہ کی انہیں منظور ہوتی ہے
کنارے تک اسے خود لا کے طوفان چھوڑ جاتے ہیں
(مخمور دھلوی)

## طلباء کی خوراک وضروریات:

مقامی طلباء کو اپنے اپنے گھروں سے خوراک کا انتظام کرنا ہوتا تھا، البتہ ان میں سے نادار و غریب طلباء کو دار العلوم سے بھی امداد ملتی، بیرونی طلباء کو منجانب دار العلوم ماہوار 20 سیر غلہ (جو) خوراک کیلئے دیا جاتا اور جنہیں دار العلوم میں قیام کی جگہ نہ ملتی انہیں مناسب گھروں کے حوالہ کیا جاتا۔

یہ راشن بھی پابندی سے نہیں ملتا تھا۔ بعض طالب علموں کو اپنی جائے سکونت پر افراد خانہ کی طرح بہت زیادہ کام کاج سے پالا پڑتا جس سے حصول تعلیم میں خلل واقع ہوتا تھا۔

1960ء کے عشروں میں اوسطاً 20-22 بیرونی طلباء داخل مدرسہ تھے اور کل طلباء کی تعداد تقریباً 75 تھی۔ (جائزہ مدارس عربیہ پاکستان اشاعت 1960ء) کام کاج اور اس سے فراغت کا طلباء کی کمی بیشی میں بڑا عمل دخل ہوتا تھا۔ استاد عبد الباقی خان کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مالی حالت کی کمزوری سے مدرسہ بند ہونے کا خطرہ منڈلانے لگا، حاجی خلیل مرحوم نے ہنگامی میٹنگ بلا کر ممبران سے مشورہ کیا تو حاجی محمد کھرفقی مرحوم نے عدیم النظیر ایثار و قربانی

پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''ان شاء اللہ سال رواں کے باقی حصہ کے اخراجات میں برداشت کرتا ہوں' مدرسہ بند نہ کیجئے'' اس حوصلہ افزا اعلان سے شرکاء کے چہروں پر رونق آگئی اور سب نے موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ اسی قسم کے لوگوں پر قرآن کریم کی یہ آیت صادق آتی ہے۔﴿ویؤثرون علیٰ أنفسهم ولوکان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون o﴾(الحشر ۹)

موصوف نے کمزور معیشت کا ایک اور واقعہ اس طرح سنایا: شیخ محمد حسن اثری حالیہ نائب مدیر عام اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ اس طرح سناتا ہے:

''ہم تمام طالب علم ساتھی بلتستان کی مخصوص کھڑاؤں پہن لیا کرتے' اس میں اڑے ہوئے تسمے' پیروں میں اپنا نقش چھوڑ جاتے۔ ایک بار جامع مسجد چھوغوگرونگ غواڑی' جمعہ کو جاتے ہوئے ایک تسمے نے جواب دیدیا' موسم سرما جوبن پر تھا' اس جان لیوا موسم میں کھڑاؤں بغل میں دبا کر ننگے پیر واپس دارالعلوم پہنچ گیا۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ پیر' سرخ ہونے کے علاوہ سن بھی ہو چکا تھا۔

## تعلیم و تدریس:

جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ پاکستان اشاعت 1960ء کے مطابق دارالعلوم کی تدریسی حالت یہ اس طرح تھی:

مدرسین کرام: مفتی عبدالقادر فاضل اورئینٹل کالج فتحپوری دہلی' مولوی عبدالرحیم فاضل مدرسہ عبدالرب دہلی' مولوی احمد سعید فاضل مدرسہ میاں صاحب اور مولوی عبدالباقی خان تائب فاضل تعلیم الاسلام اوڈانوالہ۔ ان کے علاوہ ایک معلّمہ جمیلہ ام عارف صاحبہ طالبات کو پڑھاتی تھی' موصوفہ کی تنخواہ بعض احباب کے بیان کے مطابق مبلغ پانچ روپے تھے۔ ان میں سے اب صرف مولانا عبدالباقی اور معلّمہ محترمہ جمیلہ صاحبہ بقید حیات ہیں۔

73-1970ء کے دوران مفتی عبدالقادر' مولانا محمد یونس' مولانا محمد حسن اثری' قاری نذیر اور معلّمہ صاحبہ خدمات پیش کر رہی تھیں۔ جب مفتی عبدالقادر' دارالعلوم تشریف لائے' تو آپ نے مسند درس سنبھالنے کے علاوہ قضاء و افتاء کی گراں ذمہ داری بھی قبول کرلی' آپ کے بیباک' منصفانہ محققانہ اور بروقت فیصلوں سے متاثر ہوکر بلتستان کے تینوں مکاتب فکر کے لوگ اپنے تنازعات کے شرعی فیصلہ کے لئے آپ سے رجوع کرتے تھے اور شرح صدر کے ساتھ لوٹ جاتے۔ 1960ء تک بقول حاجی مرحوم دارالافتاء دارالعلوم سے 2700 کے قریب فتاویٰ جاری

ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اب یہ نازک اور عظیم ذمہ داری استاد مکرم مولانا بلال احمد ادا کر رہے ہیں۔

## قدیم نصاب تعلیم دارالعلوم بلتستان:

| | |
|---|---|
| جماعت اول ادنیٰ: | قاعدہ بغدادیہ' ناظرہ قرآن پاک' اردو قاعدہ' فارسی کی پہلی کتاب' ایک سو تک گنتی |
| اولیٰ اعلیٰ: | مروجہ دینیات تیسری' سلسلہ رحیم بخش دوسری' میزان و منشعب' اردو پہلی' پند نامہ' مجمع القواعد فارسی اول' حساب پہلی |
| جماعت ثانیہ: | ترجمہ قران پاک سورہ توبہ تک' مروجہ دینیات' صرف میر' نحو میر' عربی اول' اردو تیسری' سلسلہ رحیم بخش چوتھی' گلستان' حساب دوسری' اردو گرائمر و انشاء پردازی۔ |
| جماعت ثالثہ: | ترجمہ قرآن سورہ توبہ تا آخر' مشکوٰۃ المصابیح اول' ہدایۃ النحو' مراح الارواح' دینیات پنجم' عربی دوسری' حساب تیسری' معاشرتی علوم چھٹی' ابتدائی سائنس پہلی' تیسیر المنطق۔ |
| جماعت رابعہ: | تفسیر الجلالین اول' مشکوٰۃ المصابیح ثانی' قدوری' شرح مائۃ عامل' مرقاۃ' کافیۃ' عربی تیسری' معاشرتی علوم' دینیات چھٹی' سائنس دوسری |
| جماعت خامسہ: | تفسیر الجلالین ثانی' سنن ابن ماجہ' شرح الوقایۃ' اصول الشاشی' تلخیص المفتاح' شرح جامی نصف اول' نفحۃ الیمن' تہذیب' سائنس تیسری۔ |
| جماعت سادسہ: | سنن النسائی' الفوز الکبیر' نورالانوار' السراجی' مختصر المعانی' مقامات الحریری' ہدایہ اولین' الفیہ ابن مالک' معاشرتی علوم آٹھویں۔ |
| جماعۃ سابعہ: | جامع الترمذی' ہدایہ آخرین' شرح العقائد' ذخیرۃ الملوک' دیوان حماسہ' المطول' رشیدیہ' تاریخ مروجہ۔ |
| جماعت ثامنہ: | صحیح مسلم' سنن ابی داود' موطا امام مالک' شرح نخبۃ الفکر' تاریخ الاسلام۔ |
| جماعت تاسعہ: | تفسیر بیضاوی' صحیح بخاری' توضیح تلویح' الکامل للمبرد' حجۃ اللہ البالغۃ' دیوان علیؑ اور مقدمہ ابن خلدون |

(تعارف نامہ دارالعلوم سال 1963ء)

## طلباء کی تربیت:

طلباء کی تربیت کرنے اور ڈسپلن بحال رکھنے کی خاطر صبح' شام کو اسمبلی قائم کی جاتی تھی اور ان دونوں اسمبلیوں میں الگ الگ نظم گائے جاتے تھے۔ ان اشعار کے اہم مضامین حمد باری تعالیٰ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام' دار العلوم کی پائندگی و تابندگی' دار العلوم کے معاونین کیلئے دعا اور تعلیم و آگہی پر مشتمل تھے۔

مولانا محمد حسن اثری کے افادات کے مطابق دور خلیلی اور اس سے قبل دار العلوم کے تمام کاغذات میں ہجری قمری تاریخ استعمال ہوا کرتی تھی۔

## تعمیرات:

مفتی کریم بخش نے 1376ھ بمطابق 1956ء میں پرانی 57 سالہ عمارت گرا کر دو منزلہ بنایا تھا۔ نچلی منزل قدرے تاریک کمروں پر مشتمل تھی۔ جہاں طلباء جھاڑے کے ایام میں پڑھتے تھے اور وہیں بیڈ روم بھی تھے۔ جبکہ دوسری منزل ایک خوبصورت لائبریری تھی جس میں 1960ء میں 441 کتابیں تھیں۔ برآمدے کا رخ جنوب کی طرف تھا۔ مگر حاجی صاحب کے دور 1960ء میں عمارت تنگ دامنی کی شکایت کرنے لگی تو موصوف نے مولانا محمد موسیٰ مرحوم کے گھر کا کچھ اور حصہ خرید کر مزید کمرے تعمیر کر کے بڑھتی ہوئے ضرورت پوری کر دی۔ اس بابت ایک میٹنگ بلائی گئی تھی جس میں مولوی ابراہیم انصاری مولوی احمد سعید کے علاوہ بیشتر محلوں کے سربر آوردہ شخصیات شامل تھیں۔ اخراجات پورا کرنے کیلئے شرکائے میٹنگ میں سے بعض احباب کے مشورے کے مطابق ہر محلّہ سے فراہمی غلہ کیلئے ذمہ دار اشخاص نامزد کئے گئے اور مقدار غلہ فی الحال فی گھر دو دو ٹوپا قرار دئے گئے۔ اس کے علاوہ سابقہ مکان گرانے سے لے کر کمرے مکمل تیار کرنے تک اہل موضع کے خرچ پر ٹھیکہ دیا گیا جبکہ ترکھان کے اخراجات وغیرہ دار العلوم کے سرمایہ سے خرچ کرنے کا فیصلہ ہوا۔

(دیگر تفصیلات شمارہ ۵ صفحہ ۱۳۱ میں شائع ہو چکی ہیں)